خیرآبادی سِلسلۂ علم وفضل کے احوال وآثار
خیرآبادیات
اسیدُالحق قادری بدایونی
خانقاہ قادریہ بدایوں انڈیا
مکتبہ جامِ نور دہلی

مفتی اسید الحق عاصم قادری

خانقاہ قادریہ بدایوں انڈیا

مکتبہ اعلیٰ حضرت
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37247301
0300-8842540

خیرآبادیات

موضوع ـــــــــــ سوانح وتذکرہ

تالیف ـــــــــــ مفتی اسید الحق عاصم قادری

صفحات ـــــــــــ 276

سن اشاعت ـــــــــــ اکتوبر 2011ء

ہدیہ ـــــــــــ

خصوصی گذارش

کتاب کی اشاعت کے وقت پروف ریڈنگ پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے پھر بھی اگر کسی جگہ کوئی لفظی یا معنوی غلطی نظر آئے تو ادارے کو مطلع کریں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے

مکتبہ اعلیٰ حضرت

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540

کوئی ایسا معاملہ بھی نہیں تھا کہ علامہ نے سنی سنائی بات پر اعتماد کر کے فتویٰ دے ڈالا اور بعد میں جب حقیقت حال واضح ہوئی تو نادم ہوئے، بلکہ علامہ کے سامنے شاہ صاحب کی تقویت الایمان اور رسالہ یک روزی تھیں، پھر دہلی کے مناظرے میں جو کچھ کہا سنا گیا وہ بھی علامہ کے سامنے تھا۔

دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ علامہ نے شاہ صاحب کے اوپر جو حکم کفر عائد کیا وہ بھی معمولی نوعیت کا نہیں ہے، بلکہ اس حکم تکفیر کو اصطلاح میں ''تکفیر کلامی'' کہتے ہیں، ''تکفیر کلامی'' اس وقت تک نہیں کی جاتی جب تک قائل کفر کا التزام نہ کر لے، اور احتمال فی الکلام، احتمال فی المتکلم اور احتمال فی التکلم وغیرہ رفع نہ ہو جائیں، اور قائل کے کلام میں تاویل قریب یا تاویل بعید کسی قسم کی تاویل کا احتمال باقی نہ رہے، اس کے برخلاف ''تکفیر فقہی'' کے لیے محض کفر کا لزوم کافی ہوتا ہے، آپ تحقیق الفتویٰ والے حکم کفر کو غور سے ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ تکفیر تکفیر فقہی نہیں بلکہ تکفیر کلامی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم کفر شعوری طور پر تکفیر کلامی کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد عائد کیا گیا ہے۔

اس تمہید کے بعد اب ہم ان روایتوں کا تاریخی تجزیہ کریں گے۔

پہلی روایت شاہ اسماعیل دہلوی کے انتقال کے وقت کی ہے، شاہ صاحب کا انتقال ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء میں ہوا، گویا ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں علامہ فضل حق خیر آبادی شاہ اسماعیل دہلوی کے غم میں آنسو بہا رہے ہیں اور ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔

دوسری روایت میں یہ صراحت ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مولوی عبدالرشید صاحب علامہ سے رامپور میں پڑھتے تھے، تاریخی طور پر یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ علامہ رامپور میں ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء سے لے کر ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء تک رہے ہیں، گویا ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء اور ۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء کے درمیانی عرصے میں علامہ اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے کہ ''میں اور مولوی اسماعیل پر تبرا کروں یہ نہیں ہوسکتا''، اب اگر تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ ثابت کر دیا جائے کہ ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء کے بعد بھی شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں علامہ کے ''تحقیق الفتویٰ'' والے موقف میں کوئی فرق نہیں آیا تھا تو یہ روایتیں خود بخود بے وزن ہو جائیں گی، ہم یہاں کچھ تاریخی حقائق پیش کرتے ہیں جن کی روشنی میں پورے وثوق سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آخر وقت تک شاہ